ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

مستنصر حسین تارڑ کے ناولٹ

مہوش امین
پی ایچ۔ڈی اسکالر (اُردو)
ادارہ زبان وادبیات اُردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Mustansar Hussain Tarar's name is very unique and prominent in Urdu literature because this writer has declared Urdu proasic by explanation. Being us travelogue and novelist procured his identity. There by he realized legendary, prosaic, drama writing and humorous writing. In Urdu literary fiction Mustansar Hussain Tarar's name also memorable. Mr. Tarar adopt mode of wisdom to express his views of declaration of ideology and observation. He vindicated in legendary and drama writing like a novelist. His novels, short stories, novelist and drama are prominent due to their techniques and thoughts. This article cover the fiction work novelits writing of this great writer.

کلیدی الفاظ: افسانوی نثر، ناولٹ نگاری، اردو، مستنصر حسین تارڑ

مستنصر حسین تارڑ کی کہانیاں صرف ایک سماج تک محدود نہیں بلکہ یہ معاشرتی اور سیاسی امراض مثلاً طبقاتی کشمکش، فرقہ واریت، ہم آہنگی کا فقدان، تحمل، انتہا پسندی اور بنیاد پرستی کا احاطہ کرتی ہیں۔ ان کی ہر کہانی سوچ کے نئے دریچے وا کرتی ہے۔ ان کی ہر کہانی زندگی کا ایک نیا روپ ہے جس میں زندگی کے تلخ اور سفاک حقائق موجود ہیں۔

مہر ونہ لغاری لکھتی ہیں:

"....تارڑ کے پاس عام زندگی کا تجربہ دوسروں سے مختلف ہے۔ پھر زندگی کے حوالے سے اس کا ایک ایک رخِ تصور ضرور ہے۔ لہٰذا روز وشب کے ایک جیسے معمولات سے وہ گھبراتا ہے۔ اور اداسی اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے.... ان کی کہانیاں ملکیت سماجی جبریت اور آمریت کے خلاف ہیں۔"(۱)

ان کے پاس بیانیہ کی ایک طاقت ور قوت موجود ہے جو کسی بھی خیال کو لفظ کا روپ دینے کے لیے تجربات سے نہیں گزرتی۔

مستنصر حسین تارڑ اپنے ناولٹ میں کوئی تشنہ طلب نہیں چھوڑتے اور قاری کو سوچنے کی دعوت دینے کی بجائے اپنا نقطہ واضح کرتے چلے جاتے ہیں۔ تارڑ کے دو ناولٹ مجموعے ہیں۔ "پرندے" اور "روپ بہروپ"۔ پہلا مجموعہ "پرندے" سنگِ میل پبلی کیشنز نے ۲۰۱۴ء میں شائع کیا۔ اس مجموعے میں دو ناولٹ ہیں۔ "پکھیرو" اور "فاختہ"۔ اس کتاب کے سرورق پر بہت سے پرندے اڑتے دکھائے گئے ہیں۔ عمومی طور پر دیکھا جائے تو مستنصر حسین تارڑ کے ہاں پرندوں کا بیان بہت ملتا ہے ان کی ہر تحریر میں کوئی نا کوئی پرندہ موجود ہوتا ہے۔ ناولٹوں کے نام بھی ویسے ہی ہیں۔ انسان کو بھی ان پرندوں جیسا ہی ہونا چاہیے آزاد خیال اور آزاد اڑان بھرنے والا۔ اس مجموعے کا پہلا ناولٹ "پکھیرو" ہے جو پنجابی زبان میں لکھا گیا ہے مگر بعد میں محمد سلیم الرحمن کے مشورے پر اس کا اُردو ترجمہ کیا ہے۔(۲)

یہ ناولٹ علامتی ہے اور ان علامتوں کے ذریعے معاشرے کی غلاظت کو بیان کیا گیا ہے۔ ناولٹ کا آغاز ہی گدھ کی اس سوچ سے کیا گیا ہے کہ انسان کی پیدائش اس لیے ہوتی ہے کہ اسے کھایا جا سکے۔

"بندہ ہی تو کھانے والی چیز ہے .... کیونکہ یہ دوسرے جانوروں سے مختلف ہوتا ہے__ اپنے آپ کو تمام جانداروں سے بلند وبرتر سمجھتا ہے__ اشرف المخلوقات__"(۳)

اس ناولٹ میں خالی میدان، ٹنڈ منڈ درخت، گدھ، گدھا، جونک اور پکھیرو جیسی علامات کا استعمال کر کے مصنف نے اس کائنات کی تمام مشکلات اور معاشرے کی گندگی کو بیان کر دیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

گدھ اور جونک ہمارے معاشرے کا ایسا ناسور ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتے اور یہ کوئی اور نہیں سیاست دان، کاروباری لوگ، سرکاری افسر، صحافی اور قلم نگار وغیرہ ہیں۔ جو لوگوں کو ان کی قابلیت پر نہیں بلکہ رشوت، سفارش، دھوکہ دہی کی وجہ سے ان کو معاشرے میں آگے بڑھنے دیتے ہیں اگر ان کی نہ مانو تو یہ انسان کا خون کیا بوٹیاں تک نوچ ڈالتے ہیں۔ معاشرے سے سمجھوتہ کرنے میں ہی عافیت ہے۔ مستنصر حسین تارڑ اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"لوگوں نے کہا، وہ بزدل ہے، سمجھوتا کیوں نہیں کر لیتا؟___ معاشرے کے بدبودار جوہڑ میں مزے سے کھڑا رہے___ گھر والی کے سامنے اپنے جسم کو پتھر بنالے، پتھر کا دماغ اور پتھر کی شریانیں___ دوستوں کے رتبے کی قدر کرے، اپنی اوقات میں رہے___ یہ سب کچھ تو کرنا تو بہت آسان ہے، کیوں نہیں کرتا؟ فرار کیوں ہوتا ہے؟___ لیکن آپ ہی انصاف کیجیے کہ اگر وہ واقعی بزدل ہوتا تو خوف زدہ ہو کر سمجھوتہ نہ کر لیتا؟___ زوآوروں کے احکام کی گٹھڑی پیٹھ پر اٹھائے حیاتی کے کھیت میں ایک پھرتیلے بیل کی طرح نہ بھاگتا؟___ بے شک گدھ اس کے جسم پر سوار ہو جاتے۔ اُس کے ماس میں چونچیں ڈبو کر اُس کا خوب پیتے رہے، اپنی گردنوں کو جی بھر کر سرخ کرتے___ کیونکہ راج گدھوں کا تھا___ لیکن اُس نے انکار کر دیا اس اکلوتے انکار کے بعد اس کے چاروں طرف چونچوں کی دیواریں کھڑی ہو گئیں...."(۴)

یہ معاشرے کا المیہ ہے کہ طاقت ور کمزور کو جینے ہی نہیں دیتا اور اس پر ظلم کیے جاتا ہے اور بندہ اندر سے خالی ہوتا جاتا ہے بالکل ایک ٹنڈ منڈ درخت کی طرح جس پر کوئی شاخ یا پتے نہیں ہوتے اور وہ اس دنیا میں اکیلا رہ جاتا ہے اور اس کی وجہ وہی معاشرے کے ناسور ہیں۔ انسان ختم ہو جائیں گے مگر اس معاشرے کی برائیاں ختم نہیں ہوں گی اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

اس مجموعے میں ان کا دوسرا ناولٹ "فاختہ" ہے۔ یہ ناولٹ بھی علامتی ہے۔ مصنف کو شوقِ آوارگی ۱۹۵۷ء میں ماسکو لے گئی۔ مصنف نے وہاں "نوجوانوں کا پانچواں عالمی میلہ" میں شرکت کی۔ جہاں پر انسان نے اپنے چہرے پر نقاب چڑھایا ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے اپنا اصل چھپاتے ہیں۔ مصنف اس طرح اس کو لکھتے ہیں:

" اپنے آپ کو بدل لیا تھا۔ ہجوم میں شامل ہر فرد نقاب پہنے ہوئے تھا۔ جانوروں کے چہرے، عفریتوں کی شکلیں۔ جن۔ دیو۔ بھوت۔ چڑیلیں۔ کھوپڑیاں.... کاغذ اور گتے کے بنے ہوئے ان بے جان نقابوں کے پیچھے گوشت پوست کے زندہ انسانی چہرے تھے جو صرف آج کی شب اپنا اصل چھپالینا چاہتے تھے۔"(۵)

میلے میں شامل انسانوں نے اپنی شخصیت کے حساب سے نقاب چڑھائے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی طاقت ور اور چالاک ہے تو اس کا نقاب ویسا اور کمزور کا نقاب اس کی شخصیت کے حساب سے ہے۔ جن سے ان کی شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔ ایک انسانی کھوپڑی اپنے نقاب کے بارے میں کہتی ہے:

"....میں نے دوہرا نقاب پہن رکھا ہے۔ اگر صرف ایک ہی نقاب پہنا جائے تو کئی لوگ اسے نوچ کر اتار دیتے ہیں اور اس طرح تمہاری اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے۔"(۶)

مصنف کو "خرگوش" کا نقاب پہنایا جاتا ہے۔ کیوں کہ وہ ڈرپوک تھا وہ دوسرے نقاب پوش کے سامنے بات نہ کر سکا۔ اپنی بات پر قائم نہ رہ سکا کہ میں اپنا آپ نہیں چھپانا چاہتا بلکہ ان کے سامنے روئی صورت بنالیتا ہے اور وہ اس پر حاوی ہو جاتے ہیں۔

"کیا ہے تمہارا اصل؟"

ریچھ نفرت سے چلایا۔

"کون سی ہے تمہاری اصلی صورت؟"

عقاب نے غصے میں اپنی چونچ کٹکٹائی۔

"ہم بھی تو دیکھیں آپ کا اصل؟"

ہاتھی اٹھلا کر بولا۔

"تمہارا اصل.....اصلی صورت.....اصل.....اصل؟

تینوں مل کر چیخنے لگے۔

"میرا اصل.....میری اصلی صورت۔"

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

میری آنکھوں میں نمی کی ہلکی سی تہ بھیگ آئی ور ہر شے دھندلانے لگی۔"(۷)

"فاختہ" کا نقاب پہننے والی بھی فاختہ پرندے جیسی ہی تھی۔ تنہا، امن پسند کسی سے کوئی اعتراض نہیں۔ اپنی دنیا میں رہنے والی اور انتہا کی خوب صورت بھی۔ یہ ایک کمزور کردار ہے جو دوسروں کے سہارے پر ہے۔ طاقت ور اس پر اپنا دباؤ رکھتے ہیں۔ مصنف اس کو یوں بیان کرتے ہیں:

"وعدہ کریں کہ آپ ہماری دوست فاختہ کو اس کے گھر تک چھوڑ آئیں گے۔"

ریچھ بول اٹھا۔

"نہیں....."

فاختہ نے پھڑ پھڑا کر پہلی مرتب لب کھولے۔ اس کے لہجے میں بے چارگی تھی۔

"تم مت بولو۔"

ریچھ نے اسے ڈانٹ پلائی...."(۸)

انسان اندر سے کتنا ہی برا کیوں نہ ہو نقاب اسے ایسی شخصیت عطا کرتا ہے جس سے اس کا اصل چھپ جاتا ہے۔

اس ناولٹ میں جنگ کی تباہ کاریوں کے حوالے سے بھی لکھا گیا ہے کہ جہاں جنگ ہو وہاں کچھ باقی نہیں رہتا سب کچھ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور اس جگہ سے بھی جنگ کے اثرات کبھی ختم نہیں ہوتے۔ جنگ سب کچھ کھا جاتی ہے۔ یہاں تک کہ نوجوان بیٹے بھی۔

جنگ کی تباہ کاریوں کو یوں لکھا گیا ہے:

"یاد رکھنا جنگ سے آج تک کوئی مسئلہ طے نہیں ہوا۔ صرف لاکھوں کروڑوں نوجوان بیٹے لاشے بن جاتے ہیں۔ نوجوان بیٹے جو برسوں کی محنت اور محبت سے بمشکل پلتے ہیں اور لاشے دو دن میں گل سڑ جاتے ہیں۔ میرے بیٹے جنگ بے حد ہولناک چیز ہوتی ہے....."(۹)

پس اس ناولٹ میں بھی استحصالی نظام کو موضوع بنایا گیا ہے کہ اس معاشرے کا طاقت ور طبقہ کمزوروں کو آزادی سے جینے نہیں دیتا اور ان پر اپنا بوجھ ڈالتے چلے جاتے ہیں۔

مستنصر حسین تارڑ کا ناولٹ کا دوسرا مجموعہ "روپ بہروپ" ہے۔ اس مجموعے کو سنگ میل پبلی کیشنز نے ۲۰۲۰ء میں چھاپا۔ اس میں بھی دو ناولٹ "پھوپھی نوربی بی کا زرد گلاب" اور "روپ بہروپ" شامل ہیں۔ اس کتاب کے سرورق پہ دو چہرے نظر آتے ہیں ایک چہرہ صاف اور دوسرا چہرہ بھدا سا۔ انسان نے بھی اپنے اصل کو چھوڑ کر اس بھدے چہرے کو اپنا لیا ہے۔

اس ناولٹ میں ایک ایسی لڑکی کی کہانی کو بیان کیا گیا ہے جو کہ حسن کا پیکر ہے۔ گاؤں سے لائی جاتی ہے اور شہر میں آ کر اس کا حسن اور بھی نکھر جاتا ہے۔ نوربی بی کو اس کے مالک ایک ڈھور ڈنگر کے سوا کچھ نہیں سمجھتے اس سے سارا دن کام کرواتے رہتے ہیں مالک کے مطابق نوربی بی کی حیثیت:

"..... یہ کرماں ماری تو انسان کہاں ہے، ڈھور ڈنگر ہے۔ اسے جدھر ہانکیں گے یہ چل دے گی۔ فکر مندی کی کوئی بات نہیں۔ یہ ہمارے کھونٹے سے بندھی رہے گی۔"(۱۰)

زیادہ حسن بھی انسان کو دشمن بن جاتا ہے۔ یہ معاشرے اس حسن کے خلاف ہو جاتا اور اسے کہیں کا نہیں چھوڑتا بلکہ تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ہمارا معاشرہ اب لڑکوں کو نہیں چھوڑتا وہ تو پھر ایک لڑکی تھی جسے بے انتہا حسن ودیعت کیا گیا تھا پھر اسے اس معاشرے کے شکاری کتے کس طرح بخش دیتے۔ اس لیے نوربی بی کو فصیح الدین کے ابا واپس نہیں بھیجنا چاہتے تھے مگر ثریا بیگم بضد تھی۔

"..... نہ فصیح الدین شاہ کی ماں یہ رنگ روپ اب اترنے کا نہیں۔ یہ تو ماں کی موم بتی کی مانند پورے گاؤں میں دمکتی پھرے گی۔ اس نے وہاں لٹ جانا ہے اور لوٹنے والا کوئی ایک نہ ہو گا۔ اسے گاؤں کے نوجوانوں نے کتیا کر دینا ہے۔ اس پر ترس کھاؤ، اسے کتوں کے آگے نہ ڈالو۔"(۱۱)

انسان کتنا ہی سادہ اور ڈھور ڈنگر کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن اس کے اندر کوئی امید یا خوشی جاگتی ہے۔ بنجر زمین کو سیراب کرتے رہو تو آخر ایک دن وہ بھی زرخیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خالی انسان کے اندر بھی امید کی کرن جاگتی ہے۔ نوربی بی کے من میں بھی "زرد گلاب" کھلا تھا۔ مصنف رقمطراز ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"خشک ہو چکی دھوپ جلی مٹی والے گملے پر اتری دھوپ چھاؤں سے نہ صرف وہ وقت کا تعین کرتی بلکہ اس مٹی میں اس کی آس امید کے کچھ بوٹے بھی پنہاں تھے جن کے وجود کے بارے میں صرف وہ آگاہ تھی۔.....وہ تب تک اس میں پانی انڈیلتی رہتی جب تک گملے کے قدیم وجود میں آئی ہوئی ایک دراڑ میں سے وہ پانی پھوٹنے نہ لگتا۔"(۱۲)

ایک سال بعد اس خشک گملے سے پھول کا کھلنا۔

"گملے کی مٹی میں سے ایک بوٹا، بالشت بھر کا، بلند تھا اور اس پر ایک زرد پھول، بہت مختصر، ایک زرد بھنورے جتنا نمایاں ہو رہا تھا۔"(۱۳)

پس کمزور طبقے کے لوگوں کے سینوں میں بھی دل ہوتے ہیں ان کی بھی خواہشات ہوتی ہیں مگر یہ امیر لوگ کیا سمجھیں۔ جو خود بد شکل اور گناہوں سے ڈھکے ہوئے چہروں والے ہوتے ہیں ان کو دوسروں کا حسن اور ان کی اڑان کھٹکتی ہے۔ وہ برداشت ہی نہیں کر پاتے کہ ان کے برابر یہ لوگ آئیں۔

اس مجموعے کا دوسرا ناولٹ "روپ بہروپ" ہے۔ جو پہلے "سویرا" میں چھپا اور بعد میں کتابی صورت میں آیا۔

یہ ناولٹ بیانیہ انداز میں لکھا گیا ہے اور مصنف کا بیانیہ انداز اتنا طاقت ور ہے کہ وہ قاری کو اپنے سحر میں لے لیتا ہے۔ اس ناولٹ کی کہانی میں حال، ماضی اور مستقبل کی کڑیوں کو ایک نو عمر بچے ساجد کے ذریعے جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو اپنی عمر کے آخری حصے میں ایک داستان گو بن جاتا ہے۔

حال میں دکھائی جانے والے مناظر ۱۹۴۷ء کے بعد کے ہیں جب راولپنڈی میں موجود خالی ہندوؤں کے گھر کسی مہاجر کو الاٹ کیے جاتے ہیں۔ یہ مہاجر بے حال ہوتے ہیں۔ ان کے چہروں پر صدیوں کی تھکاوٹ ہوتی ہے۔ اپنے پیاروں کے بچھڑ جانے کا غم دکھائی دیتا ہے یا بیٹیوں کے اٹھائے جانے کا دُکھ۔

مصنف ان کو یوں بیان کرتے ہیں:

" نامکمل اس لیے کہ اُن خاندانوں کے بہت سے افراد ایک نئے وطن کو ہجرت کرتے ہوئے تاریک راہوں میں مارے گئے تھے۔ وہ قتل در قتل کر دیئے گئے تھے، اس لیے کہ انہیں صرف مار ڈالنے پر اکتفا نہیں کیا گیا تھا بلکہ ان کی لاشوں کو بھی ایک ذبح شدہ بکرے کی مانند ٹوکوں سے ٹوٹے ٹوٹے کر دیا گیا تھا۔"(۱۴)

ہندوؤں کے چلے جانے کے بعد ان کے دیوی دیوتاؤں کو بھی ان کی طرح گھروں سے بے دخل کیا جانے لگا۔ دیوی، دیوتا اور خدا بھی تب ہی ہوتے ہیں جب ان پر یقین کرنے والے ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس طرح آئے دن گلی محلے میں کوئی نہ کوئی دیوی اوندھے منہ گری پڑی ہوتی اور کسی کو بھی کوئی فرق نا پڑتا۔

" تو در گاماتا کے بت کو سجدہ ریز دیکھ کر کوئی راہگیر نہ ٹھٹکا کہ یہ تو روزانہ کا معمول ہے۔ اُن کو عادت ہو چکی تھی....."(۱۵)

وہ نو عمر بچہ ساجد راولپنڈی کے راجہ بازار میں موجود "روپ بہروپ تھیٹر ڈرامہ سٹور" میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں پر مختلف ڈراموں کے حوالے سے ملبوسات اور سازوسامان موجود ہوتا ہے۔ لکڑی کے بنے ہتھیار خنجر، تیر، برچھیاں، تلواریں، بھالے اور کمانیں بھی ہوتی ہیں جن کو دیکھ کر ساجد ماضی کے جھروکوں میں چلا جاتا ہے۔

غزوات، واقعہ کربلا اور حصولِ آزادی کے وقت قتل وغارت سب اس کے آنکھوں کے سامنے ایک فلم کی طرح چلتے ہیں۔ برچھیوں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"برچھیاں وہی تھیں جو ابھی پانچ برس پیشتر حاملہ عورتیں کے پھولے ہوئے غبارہ پیٹوں میں یوں اتاری جاتی تھیں کہ ابھی تو بہت کچے بچے ان میں یوں پروئے جاتے تھے جیسے نیزے میں پروئی ہوئی مچھلی، پر وہ پھڑکتے نہ تھے۔"(۱۶)

خنجر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" زمانوں میں جتنی بھی کدورت، وحشت کی خون ریز شدت تھی، انتقام اور ظلم کے جتنے بھی چہرے تھے، اتنے ہی خنجر تھے، ایسے جو عمرؓ بن خطاب اور علیؓ ابن ابوطالب کے سینوں میں گاڑے گئے۔ ایک بے خبر خنجر رستم کا تھا جو سہراب کے سینے میں اترا۔"(۱۷)

اس روپ بہروپ سٹور میں موجود ایک گلوب جو ڈراموں میں آنے والے وقت کا بتاتا ہے اسے جب ساجد دیکھتا ہے تو اسے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ دہشت گردی اور فرقہ واریت کے نام پر قتل وغارت دکھائی دیتا ہے۔ مصنف لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

" وہ ہلاکت کے سب ساز و سامان سے آراستہ، پرہیز گار، کوئی بھی نماز قضا نہ کرنے والے، ماتھوں پر سیاہ تِلک سجائے، گھنی داڑھیوں والے سکول کی دیوار پھاند کر آ گئے تھے..... اور وہ اکیلے نہ آئے تھے، ان کی پشت تھپکتے اس معاشرے کے بہت سے صحافی اور قلم کار تھے، سیاست کے اہلکار تھے..... وہ تنہا تو نہ تھے....."(۱۸)

اس ناولٹ میں مصنف نے حال، ماضی اور مستقبل کے واقعات کو بیان کر کے اس معاشرے اور اس میں بسنے والوں کی مکروہ شکل کو دکھایا ہے۔ اس معاشرے میں بسنے والے ہر انسان نے چہرے پر نقاب چڑھایا ہوا ہے۔ ناولٹ کے بارے میں محمد سلیم الرحمن لکھتے ہیں:

" یہ ناولٹ آئینہ ہے۔ اس میں اگر اپنی صورت ٹیڑھی میڑھی نظر آتی ہے تو سوچنا چاہیے کہ ہمیں اپنا آپ بدلنے کی کتنی ضرورت ہے۔ آئینہ اٹھا کر پھینک دینے سے حقائق نہیں بدلا کرتے۔"(۱۹)

ان دونوں ناولٹوں کے ذریعے مستنصر حسین تارڑ نے معاشرے کی غلاظت کو بیان کیا ہے۔ اس میں پائی جانے والی ناانصافیوں کا ذکر کیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر فرید حسینی لکھتے ہیں:

" مستنصر حسین تارڑ نے اخلاقی، نسلی، مذہبی بیساکھیوں پر قائم سماج کے ان عناصر کو بے نقاب کیا ہے جو ملمع کاری اور دورنگی کے ماسک پہنے مہذب اور معزز بنے ہوئے تھے۔"(۲۰)

پس مصنف نے پاکستان بننے سے اب تک کہ تمام حالات و واقعات کو بیان کر دیا ہے اور انہوں نے جو کچھ بیان کیا وہ ہمارے معاشرے کا ایک کڑوا سچ ہے۔ جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا اور اسی کڑوے سچ کے ساتھ ہمیں آگے بڑھنا ہے اور نو امیدی کا دامن تھامے رکھنا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ مہرونہ لغاری، "جدید افسانے کے تناظر میں مستنصر حسین تارڑ کی افسانہ نگاری" مشمولہ مضمون، جرنل آف ریسرچ (اُردو)، ملتان: شمارہ ۲۴، دسمبر ۲۰۱۳ء، ص ۱۶۵
۲۔ غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، مستنصر حسین تارڑ: شخصیت اور فن، اسلام آباد: اکادمی ادبیات، ۲۰۱۸ء
۳۔ تارڑ، مستنصر حسین، پرندے، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۷
۴۔ تارڑ، مستنصر حسین، پرندے، ص ۵۷
۵۔ تارڑ، مستنصر حسین، پرندے، ص ۱۱۵
۶۔ تارڑ، مستنصر حسین، پرندے، ص ۱۱۷
۷۔ تارڑ، مستنصر حسین، پرندے، ص ۱۱۹
۸۔ تارڑ، مستنصر حسین، پرندے، ص ۱۵۱
۹۔ تارڑ، مستنصر حسین، پرندے، ص ۱۶۱۔۱۶۰
۱۰۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء، ص ۱۶
۱۱۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، ص ۳۱
۱۲۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، ۲۷
۱۳۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، ۴۳
۱۴۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، ۷۱۔۷۰
۱۵۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، ۶۴
۱۶۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، ۸۲
۱۷۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، ۸۵
۱۸۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، ۱۰۳
۱۹۔ تارڑ، مستنصر حسین، روپ بہروپ، ۶
۲۰۔ فرید حسینی، ڈاکٹر، مستنصر حسین تارڑ کے ناول، "خس و خاشاک زمانے" کا تہذیبی مطالعہ، مشمولہ مضمون، ادبیات، اسلام آباد: اکادمی ادبیات، ۲۰۲۰ء، ص ۲۴۵